۴ افسانہ

کتبہ

حاصلاتِ تعلّم اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:-

زبان شناسی

- واحد جمع (جمع مکسّر اور جمع سالم) بنا سکیں اور استعمال کر سکیں۔
- حرفِ فجائیہ: تحریر و تقریر میں تاثر لانے والے الفاظ: (ندا، تحسین، نفرین، تاسّف، انبساط، تنبیہ) کی اہمیت کو سمجھ سکیں اور استعمال کر سکیں۔

پڑھنا

- افسانوی و غیر افسانوی انتخاب پڑھ کر اس میں موجود معلومات اخذ کر سکیں اور استعمال کر سکیں۔
- مختلف نثری اصنافِ ادب (کہانی، داستان، افسانہ، ڈراما اور ناول) پڑھ کر ان کے طرزِ تحریر سے واقف ہو سکیں۔
- عبارت پڑھتے ہوئے تمام علاماتِ اوقاف کا لحاظ رکھ سکیں۔

بات چیت

- کسی تحریر / تقریر پر استحسانی و تنقیدی گفت گو کر سکیں۔
- ذرائع ابلاغ سے خبروں، ڈراموں اور فیچروں میں اٹھائے گئے اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی نکات وغیرہ سن کر اہم نکات مع تبصرہ و تشریح بیان کر سکیں۔

لکھنا

- کسی بھی نثر کو پڑھ کر خلاصہ تحریر کر سکیں۔
- خاکہ نویسی / شخصیت نگاری (سنجیدہ / فکاہیہ) کر سکیں۔

افسانہ

افسانہ کے لغوی معنی ''جھوٹی اور مبالغہ آمیز بات'' کے ہیں۔ اصطلاحاً افسانہ ایسی مختصر کہانی کو کہا جاتا ہے جو ایک ہی نشست میں پڑھی جائے، جس میں حقیقی زندگی کے کسی ایک پہلو کی مکمل عکاسی کی گئی ہو۔ افسانہ دورِ جدید کی پیداوار ہے کیوں کہ دورِ جدید میں انسان کی شب و روز مصروفیات کی وجہ وقت کی تنگی محسوس ہوتی ہے جس کی وجہ سے مختصر ترین افسانہ اس کی جذباتی تسکین اور ذہنی تفریح کو پورا کرتا ہے۔ افسانہ ناول اور داستان کی ترقی یافتہ صورت ہے۔

غلام عباس

پیدائش ۱۷ نومبر ۱۹۰۹ء (امرتسر)

وفات ۲ نومبر ۱۹۸۲ء (کراچی)

پیشہ افسانہ نگار، ناول نگار، بچوں کے مصنف، شاعر

اعزازات ستارۂ امتیاز

تصانیف آنندی، جاڑے کی چاندنی، کن رس، الحمرا کے افسانے۔۔۔۔

غلام عباس نے ابتدائی تعلیم لاہور کے دیال سنگھ ہائی اسکول سے حاصل کی۔ لکھنے لکھانے کا شوق فطرت میں داخل تھا۔ ساتویں جماعت میں ایک کہانی ''بکری'' لکھی۔ کہانی استاد محترم مولوی لطیف علی کو دکھائی۔ جنھوں نے حوصلہ افزائی فرمائی تو یہ شوق اور بڑھا۔ نویں جماعت تک پہنچتے پہنچتے اس قابل ہو گئے کہ انگریزی نظموں اور کہانیوں کا اُردو میں ترجمہ کر سکیں۔ ۱۹۲۵ء سے لکھنے کا سفر شروع کیا۔ ابتدا میں بچوں کے لیے نظمیں اور کہانیاں لکھیں جو کتابی صورت میں دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع ہوئیں اور غیر ملکی افسانوں کے اردو میں ترجمے کیے۔ ۱۹۲۸ء میں امتیاز علی تاج کے ساتھ ان کے رسالے ''پھول'' اور ''تہذیبِ نسواں'' میں معاون مدیر کی حیثیت سے کام کیا۔ غلام عباس کا نام افسانہ نگار کی حیثیت سے انجمن ترقی پسند مصنفین کے قیام سے کچھ پہلے احمد علی، علی عباس حسینی، حجاب امتیاز علی، رشید جہاں وغیر کے ساتھ سامنے آیا اور بہت جلد وہ اپنے وقت میں ایک سنجیدہ اور غیر معمولی افسانہ نگار کے طور پر تسلیم کر لیے گئے۔ غلام عباس نے خیر و شر کے روایتی تصور سے اوپر اٹھ کر انسانی زندگی کی حقیقتوں کی کہانیاں لکھیں۔ غلام عباس کے افسانوں میں صداقت، واقعیت اور حقیقت پسندی کا وہ جوہر جھلکتا ہے جو افسانہ نگاری کی جان ہوتا ہے۔ ان کے کردار ہماری روزمرہ زندگی اور معاشرے ہی کے چلتے پھرتے اور جیتے جاگتے کردار ہیں۔

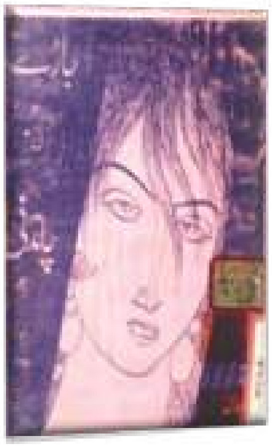

ہدایات برائے اساتذہ کرام

۱۔ طلبہ کو غلام عباس کا مختصر تعارف، اندازِ تحریر اور اہم تصانیف سے متعارف کروائیں۔

۲۔ صنفِ ادب ''افسانے'' کی تاریخ اور مختصر تعارف بتائیں۔

کتبہ

شہر سے کوئی ڈیڑھ دو میل کے فاصلے پر پُر فضا باغوں اور پھلواریوں میں گھری ہوئی قریب قریب ایک ہی وضع کی بنی ہوئی عمارتوں کا ایک سلسلہ ہے جو دُور تک پھیلتا چلا گیا ہے۔ ان عمارتوں میں کئی چھوٹے بڑے دفتر ہیں جن میں کم و بیش چار ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔ دن کے وقت اس علاقے کی چہل پہل اور گہما گہمی عموماً کمروں کی چار دیواریوں ہی میں محدود رہتی ہے۔ مگر صبح کو ساڑھے دس بجے سے پہلے اور سہ پہر کو ساڑھے چار بجے کے بعد وہ سیدھی اور چوڑی چکلی سڑک جو شہر کے بڑے دروازے سے اس علاقے تک جاتی ہے، ایک ایسے دریا کا روپ دھار لیتی ہے جو پہاڑوں پر سے آیا ہو اور اپنے ساتھ بہت سا خس و خاشاک بہالایا ہو۔

گرمی کا زمانہ، سہ پہر کا وقت، سڑکوں پر درختوں کے سائے لمبے ہونے شروع ہو گئے تھے مگر ابھی تک زمین کی تپش کا یہ حال تھا کہ جوتوں کے اندر تلوے جھلسے جاتے تھے۔ ابھی ابھی ایک چھڑکاؤ گاڑی گزری تھی۔ سڑک پر جہاں جہاں پانی پڑا تھا، بخارات اٹھ رہے تھے۔ شریف حسین کلرک درجہ دوم، معمول سے کچھ سویرے دفتر سے نکلا اور اس بڑے پھاٹک کے باہر آ کر کھڑا ہو گیا جہاں سے تانگے والے شہر کی سواریاں لے جایا کرتے تھے۔ گھر کو لوٹتے ہوئے آدھے راستے تک تانگے میں سوار ہو کر جانا ایک ایسا لطف تھا، جو اسے مہینے کے شروع کے صرف چار پانچ روز ہی ملا کرتا تھا اور آج کا دن بھی انھی مبارک دنوں میں سے ایک تھا۔ آج خلافِ معمول تنخواہ کے آٹھ روز بعد بھی اس کی جیب میں پانچ روپے کا نوٹ اور کچھ آنے، پیسے پڑے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ اس کی بیوی مہینے کے شروع ہی میں بچوں کو لے کر میکے چلی گئی تھی اور گھر میں وہ اکیلا رہ گیا تھا۔ دن میں دفتر کے حلوائی سے دو چار پوریاں لے کر کھالی تھیں اور اوپر سے پانی پی کر پیٹ بھر لیا تھا۔ رات کو شہر کے کسی سستے سے ہوٹل میں جانے کی ٹھہرائی تھی۔ بس بے فکری ہی بے فکری تھی۔ گھر میں کچھ ایسا اثاثہ تھا نہیں جس کی رکھوالی کرنی پڑتی۔ اس لیے وہ آزاد تھا کہ جب چاہے گھر جائے اور چاہے تو ساری رات سڑکوں ہی پر گھومتا رہے۔

تھوڑی دیر میں دفتروں سے کلرکوں کی ٹولیاں نکلنی شروع ہوئیں اور ان میں ٹائپسٹ، ریکارڈ کیپر، ڈسپیچر، اکاؤنٹنٹ، ہیڈ کلرک، سپرنٹنڈنٹ غرض ادنیٰ و اعلیٰ ہر درجہ اور حیثیت کے کلرک تھے اور اسی لحاظ سے ان کی وضع قطع بھی ایک دوسرے سے جدا تھی۔

سرگرمی

اُردو ادب کے کسی ایک مصنف کی تحریر کردہ مختلف اصنافِ ادب (کہانی، داستان، افسانہ، ڈراما اور ناول) کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ ان دونوں اسالیبِ تحاریر میں آپ کو کیا فرق نظر آیا۔ ان کو اپنے الفاظ میں ہر طالب علم جماعت کے کمرے میں بیان کرے۔

خاص الفاظ مع درست تلفظ و معانی

وَضْع	ساخت، بناوٹ
گہما گہمی	رونق
خَس و خاشاک	گھاس پھوس، تنکے
خلافِ معمول	معمول کے خلاف
اَثاثہ	سرمایہ، مال و دولت

ٹھہریئے اور بتایئے

تنخواہ کے آٹھ روز بعد بھی شریف حسین کی جیب میں کچھ رقم باقی ہونے کی کیا وجہ تھی؟

مگر بعض ٹائپ خاص طور پر نمایاں تھے۔ سائیکل سوار آدھی آستینوں کی قمیص، خاکی زین کے نیکر اور چپل پہنے، سر پر سولا ہیٹ رکھے، کلائی پر گھڑی باندھے، رنگدار چشمہ لگائے، بڑی بڑی توندوں والے بابو چھاتا کھولے، منھ میں بیڑی، بغلوں میں فائلوں کے گٹھے دبائے۔ ان فائلوں کو وہ قریب قریب ہر روز اس امید میں ساتھ لے جاتے کہ جو گتھیاں وہ دفتر کے غل غپاڑے میں نہیں سلجھا سکے، ممکن ہے گھر کی یکسوئی میں ان کا کوئی حل سوجھ جائے مگر گھر پہنچتے ہی وہ گرہستی کاموں میں ایسے الجھ جاتے کہ انھیں دیکھنے تک کا موقع نہ ملتا اور اگلے روز انھیں یہ مفت کا بوجھ جوں کا توں واپس لے آنا پڑتا۔

بعض منچلے تانگے، سائیکل اور چھاتے سے بے نیاز، ٹوپی ہاتھ میں، کوٹ کاندھے پر، گریبان کھلا ہوا جسے بٹن ٹوٹ جانے پر انھوں نے سیفٹی پن سے بند کرنے کی کوشش کی تھی اور جس کے نیچے سے چھاتی کے گھنے بال پسینے میں تربتر نظر آتے تھے۔ نئے رنگروٹ سستے، سلے سلائے، ڈھیلے ڈھالے بدقطع سوٹ پہنے اس گرمی کے عالم میں واسکٹ اور نکٹائی کالر تک سے لیس، کوٹ کی بالائی جیب میں دو دو، تین تین فونٹین پن اور پنسلیں لگائے خراماں خراماں چلے آرہے تھے۔

گو ان میں سے زیادہ تر کلرکوں کی مادری زبان ایک ہی تھی مگر وہ لہجہ بگاڑ بگاڑ کر غیر زبان میں باتیں کرنے پر تُلے ہوئے تھے۔ اس کی وجہ وہ طمانیت نہ تھی جو کسی غیر زبان پر قدرت حاصل ہونے پر اس میں باتیں کرنے پر اکساتی ہے بل کہ یہ کہ انھیں دفتر میں دن بھر اپنے افسروں سے اسی غیر زبان میں بولنا پڑتا تھا اور اس وقت وہ باہم بات چیت کر کے اس کی مشق بہم پہنچا رہے تھے۔

ان کلرکوں میں ہر عمر کے لوگ تھے۔ ایسے کم عمر بھولے بھالے ناتجربہ کار بھی جن کی ابھی مسیں بھی پوری نہیں بھیگی تھیں اور جنھیں ابھی سکول سے نکلے تین مہینے بھی نہیں ہوئے تھے اور ایسے عمر رسیدہ جہاں دیدہ گھاگ بھی جن کی ناک پر سالہا سال عینک کے استعمال کے باعث گہرا نشان پڑ گیا تھا اور جنھیں اس سڑک کے اتار چڑھاؤ دیکھتے دیکھتے پچیس پچیس، تیس تیس برس ہو چکے تھے۔ بیشتر کارکنوں کی پیٹھ میں گُدی سے ذرا نیچے خم سا آ گیا تھا

سرگرمی

طلبہ غلام عباس کا افسانہ "اوور کوٹ" اور کسی قومی اخبار کے مخصوص صفحات سے نئی شائع ہونے والی کتابوں پر لکھے گئے تبصرے پڑھیں۔ ان دونوں تحاریر میں فراہم کردہ معلومات سمجھ کر اخذ کریں۔ جماعت کے کمرے میں ان کو اپنی گفت گو کا حصہ بنائیں اور مستقبل میں ان معلومات کو اپنی روزمرہ زندگی میں استعمال کریں۔

خاص الفاظ مع درست تلفظ و معانی

توند	بڑا پیٹ
غُل غَپاڑَہ	شور، ہنگامہ
گِرہَستی	گھر کے کام کاج
طُمانِیَت	اطمینان، تسلی
گھاگ	بوڑھا تجربہ کار

ٹھہریے اور بتایے

اکثر کلرک انگریزی زبان میں بات کیوں کرتے تھے؟

ہدایات برائے اساتذہ کرام

پڑھائی اور بات چیت کی سرگرمیاں ایک دن قبل تیار کرنے کو کہیں۔

اور کند استروں سے متواتر ڈاڑھی مونڈتے رہنے کے باعث ان کے گالوں اور ٹھوڑی پر بالوں میں جڑیں پھوٹ نکلی تھیں جنھوں نے بے شمار ننھی پھنسیوں کی شکل اختیار کر لی تھی۔

پیدل چلنے والوں میں بہتیرے لوگ بخوبی جانتے تھے کہ دفتر سے ان کے گھر کو جتنے راستے جاتے ہیں ان کا فاصلہ کتنے ہزار قدم ہے۔ ہر شخص افسروں کے چڑچڑے پن یا ماتحتوں کی نالائقی پر نالاں نظر آتا تھا۔

ایک تانگے کی سواریوں میں ایک کی کمی دیکھ کر شریف حسین لپک کر اس میں سوار ہو گیا۔ تانگہ چلا اور تھوڑی دیر میں شہر کے دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ شریف حسین نے اکنی نکال کر کوچوان کو دی اور گھر کے بجائے شہر کی جامع مسجد کی طرف چل پڑا، جس کی سیڑھیوں کے گرداگرد ہر روز شام کو کہنہ فروشوں اور سستا مال بیچنے والوں کی دکانیں سجا کرتی تھیں اور میلہ سا لگا کرتا تھا۔ دنیا بھر کی چیزیں اور ہر وضع اور ہر قماش کے لوگ یہاں ملتے تھے۔ اگر مقصد خرید و فروخت نہ ہو تو بھی یہاں اور لوگوں کو چیزیں خریدتے، مول تول کرتے دیکھنا بجائے خود ایک پُر لطف تماشا تھا۔

شریف حسین لیکچر باز حکیموں، سنیاسیوں، تعویذ گنڈے بیچنے والے سیانوں اور کھڑے کھڑے تصویر اتار دینے والے فوٹو گرافروں کے جمگھٹوں کے پاس ایک ایک دو دو منٹ رکتا، سیر دیکھتا اس طرف جا نکلا جہاں کباڑیوں کی دکانیں تھیں۔ یہاں اسے مختلف قسم کی بے شمار چیزیں نظر آئیں۔ ان میں سے بعض ایسی تھیں جو اپنی اصلی حالت میں بلاشبہ صنعت کا اعلیٰ نمونہ ہوں گی مگر ان کباڑیوں کے ہاتھ پڑتے پڑتے یا تو ان کی صورت اس قدر مسخ ہو گئی تھی کہ پہچانی ہی نہ جاتی تھی یا ان کا کوئی حصہ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا جس سے وہ بے کار ہو گئی تھیں۔ چینی کے ظروف اور گل دان، ٹیبل لیمپ، گھڑیاں، جلی ہوئی بیٹریاں، چوکھٹے، گراموفون کے کل پرزے، جراحی کے آلات، ستار، بھس بھرا ہرن، پیتل کے لم ڈھینگ، بدھ کا نیم قد مجسمہ۔۔۔

ایک دکان پر اس کی نظر سنگ مرمر کے ایک ٹکڑے پر پڑی جو معلوم ہوتا تھا کہ مغل بادشاہوں کے کسی مقبرے یا بارہ دری سے اکھاڑا گیا ہے۔ اس کا طول کوئی سوا فٹ تھا اور عرض ایک فٹ۔ شریف حسین نے اس ٹکڑے کو اٹھا کر دیکھا۔ یہ ٹکڑا ایسی نفاست سے تراشا گیا تھا کہ اس نے محض یہ دیکھنے کے لیے کہ بھلا کباڑی اس کے کیا دام بتائے گا، قیمت دریافت کی۔

خاص الفاظ مع درست تلفظ و معانی

مُتواتِر	مسلسل، لگاتار
نالاں	مجبور، تنگ
کوچوان	تانگہ چلانے والا
سیانا	دانا، ہوشیار
قِماش	قِسم، نوع
نَفاسَت	عمدگی، سلیقہ

تین روپے! کباڑی نے اس کے دام کچھ زیادہ نہیں بتائے تھے مگر آخر اسے اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اس نے ٹکڑا رکھ دیا اور چلنے لگا۔ "کیوں حضرت چل دیے؟ آپ بتایئے کیا دیجیے گا۔"

وہ رک گیا۔ اسے یہ ظاہر کرتے ہوئے شرم سی آئی کہ اسے اس چیز کی ضرورت نہ تھی اور اس نے محض اپنے شوقِ تحقیق کو پورا کرنے کے لیے قیمت پوچھی تھی۔ اس نے سوچا، دام اس قدر کم بتاؤ کہ جو کباڑی کو منظور نہ ہوں۔ کم از کم وہ اپنے دل میں یہ تو نہ کہے کہ یہ کوئی کنگلا ہے جو دکانداروں کا وقت ضائع اور اپنی حرص پوری کرنے آیا ہے۔

"ہم تو ایک روپیا دیں گے۔" یہ کہہ کر شریف حسین نے چاہا کہ جلد جلد قدم اٹھاتا ہوا کباڑی کی نظروں سے او جھل ہو جائے مگر اس نے اس کی مہلت ہی نہ دی۔

"اَجی سنیے تو، کچھ زیادہ نہیں دیں گے؟ سوا روپیا بھی نہیں۔۔۔ اچھا لے جایئے۔"

شریف حسین کو اپنے آپ پر غصہ آیا کہ میں نے بارہ آنے کیوں نہ کہے۔ اب لوٹنے کے سوا چارہ ہی کیا تھا۔ قیمت ادا کرنے سے پہلے اس نے اس مرمریں ٹکڑے کو اٹھا کر دوبارہ دیکھا بھالا کہ اگر ذرا سا بھی نقص نظر آئے تو اس سودے کو منسوخ کر دے۔ مگر وہ ٹکڑا بے عیب تھا۔ نہ جانے کباڑی نے اسے اس قدر سستا کیوں بیچنا قبول کیا تھا۔

رات کو جب وہ کھلے آسمان کے نیچے اپنے گھر کی چھت پر اکیلا بستر پر کروٹیں بدل رہا تھا تو اس سنگ مرمر کے ٹکڑے کا ایک مصرف اس کے ذہن میں آیا۔ خدا کے کارخانے عجیب ہیں۔ وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ کیا عجب اس کے دن پھر جائیں۔ وہ کلرک درجہ دوم سے ترقی کر کے سپرنٹنڈنٹ بن جائے اور اس کی تنخواہ چالیس سے بڑھ کر چار سو ہو جائے۔۔۔ یہ نہیں تو کم سے کم ہیڈ کلرک ہی سہی۔ پھر اسے ساجھے کے مکان میں رہنے کی ضرورت نہ رہے بل کہ وہ کوئی چھوٹا سا مکان لے لے اور اس مرمریں ٹکڑے پر اپنا نام کندہ کرا کے دروازے کے باہر نصب کر دے۔

مستقبل کی یہ خیالی تصویر اس کے ذہن پر کچھ اس طرح چھا گئی کہ یا تو وہ اس مرمریں ٹکڑے کو بالکل بے مصرف سمجھتا تھا یا اب اسے ایسا محسوس ہونے لگا گویا وہ ایک عرصے سے اس قسم کے ٹکڑے کی تلاش میں تھا اور اگر اسے نہ خریدتا تو بڑی بھول ہوتی۔

ٹھہریئے اور بتایئے

کباڑیوں کی دُکانوں پر عموماً کیسا سامان دیکھنے کو ملتا ہے؟

خاص الفاظ مع درست تلفظ و معانی

کَنگلا	محتاج، نادار
حِرص	طمع، لالچ
نَقص	خرابی
ساجھا	شراکت داری
کَندَہ	کُھدا ہوا
بے مَصرَف	بے مقصد

ٹھہریئے اور بتایئے

کباڑیے نے مرمریں ٹکڑا اس قدر سستا کیوں بیچا؟

ہدایات برائے اساتذہ کرام

دورانِ پڑھائی نئے الفاظ، ذو معانی جملوں کی وضاحت کریں اور طلبہ سے مختصر سوالات پوچھیں۔

شروع شروع میں جب وہ ملازم ہوا تھا تو اس کا کام کرنے کا جوش اور ترقی کا ولولہ انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ مگر دو سال کی سعی لاحاصل کے بعد رفتہ رفتہ اس کا یہ جوش ٹھنڈا پڑ گیا اور مزاج میں سکون آ چلا تھا مگر سنگ مرمر کے ٹکڑے نے پھر اس کے خیالوں میں ہلچل ڈال دی۔ مستقبل کے متعلق طرح طرح کے خوش آئند خیالات ہر روز اس کے دماغ میں چکر لگانے لگے۔ اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، دفتر جاتے، دفتر سے آتے، کوٹھیوں کے باہر لوگوں کے نام کے بورڈ دیکھ کر۔ یہاں تک کہ جب مہینا ختم ہوا اور اسے تنخواہ ملی تو اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سنگ مرمر کے ٹکڑے کو شہر کے ایک مشہور سنگ تراش کے پاس لے گیا جس نے بہت چابک دستی سے اس پر اس کا نام کندہ کر کے کونوں میں چھوٹی چھوٹی خوشنما بیلیں بنا دیں۔ اس سنگ مرمر کے ٹکڑے پر اپنا نام کھدا ہوا دیکھ کر اسے ایک عجیب سی خوشی ہوئی۔ زندگی میں شاید یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے اپنا نام اس قدر جلی حروف میں لکھا ہوا دیکھا ہو۔

سنگ تراش کی دکان سے روانہ ہوا تو بازار میں کئی مرتبہ اس کا جی چاہا کہ کتبہ پر سے اس اخبار کو اتار ڈالے جس میں سنگ تراش نے اسے لپیٹ دیا تھا اور اس پر ایک نظر اور ڈال لے مگر ہر بار ایک نامعلوم حجاب جیسے اس کے ہاتھ پکڑ لیتا۔ شاید وہ راہ چلتوں کی نگاہوں سے ڈرتا کہ کہیں وہ اس کتبہ کو دیکھ کر اس کے ان خیالات کو نہ بھانپ جائیں جو پچھلے کئی دنوں سے دماغ پر مسلط تھے۔

گھر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی اس نے اخبار اتار پھینکا اور نظریں کتبہ کی دلکش تحریر پر گاڑے دھیرے دھیرے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ بالائی منزل میں اپنے مکان کے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ جیب سے چابی نکالی، قفل کھولنے لگا۔ پچھلے دو برس میں آج پہلی مرتبہ اس پر یہ انکشاف ہوا کہ اس کے مکان کے باہر ایسی کوئی جگہ ہی نہیں کہ اس پر کوئی بورڈ لگایا جا سکے۔ اگر جگہ ہوتی بھی تو اس قسم کے کتبے وہاں تھوڑا ہی لگائے جاتے ہیں۔ ان کے لیے تو بڑا سا مکان چاہیے جس کے پھاٹک کے باہر لگایا جائے تو آتے جاتے کی نظر بھی پڑے۔

قفل کھول کر مکان کے اندر پہنچا اور سوچنے لگا کہ فی الحال اس کتبہ کو کہاں رکھوں، اس کے حصہ مکان میں دو کوٹھریاں، ایک غسل خانہ اور ایک باورچی خانہ تھا۔ الماری صرف ایک ہی کوٹھڑی میں تھی مگر اس کے کواڑ نہیں تھے بالآخر اس نے کتبہ کو اس بے کواڑ کی الماری میں رکھ دیا۔

سرگرمی

جوڑیوں کی صورت میں ذیل میں دیے گئے اقتباس کو علاماتِ اوقاف کا لحاظ رکھتے ہوئے پڑھ کر ساتھی کو سنائیں۔ یہ سرگرمی دونوں ساتھی باری باری انجام دیں۔

ایک دکان پر اس کی نظر سنگ مرمر کے ایک ٹکڑے پر پڑی جو معلوم ہوتا تھا کہ مغل بادشاہوں کے کسی مقبرے یا بارہ دری سے اکھاڑا گیا ہے۔ اس کا طول کوئی سوا فٹ تھا اور عرض ایک فٹ۔ شریف حسین نے اس ٹکڑے کو اٹھا کر دیکھا۔ یہ ٹکڑا ایسی نفاست سے تراشا گیا تھا کہ اس نے محض یہ دیکھنے کے لیے کہ بھلا کباڑی اس کے کیا دام بتائے گا، قیمت دریافت کی۔

تین روپے! کباڑی نے اس کے دام کچھ زیادہ نہیں بتائے تھے مگر آخر اسے اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اس نے ٹکڑا رکھ دیا اور چلنے لگا۔ "کیوں حضرت چل دیے؟ آپ بتائیے کیا دیجیے گا؟"

وہ رک گیا۔ اسے یہ ظاہر کرتے ہوئے شرم سی آئی کہ اسے اس چیز کی ضرورت نہ تھی اور اس نے محض اپنے شوق تحقیق کو پورا کرنے کے لیے قیمت پوچھی تھی۔ اس نے سوچا، دام اس قدر کم بتاؤ کہ جو کباڑی کو منظور نہ ہوں۔ کم از کم وہ اپنے دل میں یہ تو نہ کہے کہ یہ کوئی کنگلا ہے جو دکانداروں کا وقت ضائع اور اپنی حرص پوری کرنے آیا ہے۔

"ہم تو ایک روپیا دیں گے۔" یہ کہہ کر شریف حسین نے چاہا کہ جلد جلد قدم اٹھاتا ہوا کباڑی کی نظروں سے اوجھل ہو جائے مگر اس نے اس کی مہلت ہی نہ دی۔

"اجی سنیے تو، کچھ زیادہ نہیں دیں گے؟ سوا روپیا بھی نہیں۔۔۔ اچھا لے جایئے۔"

ہر روز شام کو جب وہ دفتر سے تھکا ہارا واپس آتا تو سب سے پہلے اس کی نظر اس کتبہ ہی پر پڑتی۔ امیدیں اسے سبز باغ دکھاتیں اور دفتر کی مشقت کی تکان کسی قدر کم ہو جاتی۔ دفتر میں جب کبھی اس کا کوئی ساتھی کسی معاملے میں اس کی رہ نمائی کا جویا ہوتا تو اپنی برتری کے احساس سے اس کی آنکھیں چمک اٹھتیں۔ جب کبھی کسی ساتھی کی ترقی کی خبر سنتا، آرزوئیں اس کے سینے میں ہیجان برپا کر دیتیں۔ افسر کی ایک ایک نگاہ لطف و کرم کا نشہ اسے آٹھ آٹھ دن رہتا۔

جب تک اس کی بیوی بچے نہیں آئے وہ اپنے خیالوں ہی میں مگن رہا۔ نہ دوستوں سے ملتا نہ کھیل تماشوں میں حصہ لیتا، رات کو جلد ہی ہوٹل سے کھانا کھا کر گھر آجاتا اور سونے سے پہلے گھنٹوں عجیب عجیب خیالی دنیاؤں میں رہتا، مگر ان کے آنے کی دیر تھی کہ نہ تو وہ فراغت ہی رہی اور نہ وہ سکون ہی ملا۔

ایک بار پھر گرہستی کے فکروں نے اسے ایسا گھیر لیا کہ مستقبل کی یہ سہانی تصویریں رفتہ رفتہ دھندلی پڑ گئیں۔

کتبہ سال بھر تک اسی بے کواڑ کی الماری میں پڑا رہا۔ اس عرصے میں اس نے نہایت محنت سے کام کیا۔ اپنے افسروں کو خوش رکھنے کی انتہائی کوشش کی مگر اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ اب اس کے بیٹے کی عمر چار برس کی ہو گئی تھی اور اس کا ہاتھ اس بے کواڑ کی الماری تک بخوبی پہنچ جاتا تھا۔ شریف حسین نے اس خیال سے کہ کہیں اس کا بیٹا کتبہ کو گرا نہ دے اسے وہاں سے اٹھالیا اور اپنے صندوق میں کپڑوں کے نیچے رکھ دیا۔

ساری سردیاں یہ کتبہ اس صندوق ہی میں پڑا رہا۔ جب گرمی کا موسم آیا تو اس کی بیوی کو اس کے صندوق سے فالتو چیزوں کو نکالنا پڑا۔ چناں چہ دوسری چیزوں کے ساتھ بیوی نے کتبہ بھی نکال کر کاٹھ کے اس پرانے بکس میں ڈال دیا جس میں ٹوٹے ہوئے چوکھٹے، بے بال کے برش، بیکار صابن دانیاں، ٹوٹے ہوئے کھلونے اور ایسی ہی اور دوسری چیزیں پڑی رہتی تھیں۔

شریف حسین نے اپنے مستقبل کے متعلق زیادہ سوچنا شروع کر دیا تھا۔ دفتروں کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر وہ اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ ترقی لَطِیفَۂ غَیبی سے نصیب ہوتی ہے، کڑی محنت جھیلنے اور جان کھپانے سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اس کی تنخواہ میں ہر دوسرے برس تین روپے کا اضافہ ہو جاتا جس سے بچوں کی تعلیم وغیرہ کا خرچ نکل آتا اور اسے زیادہ تنگی نہ اٹھانی پڑتی۔

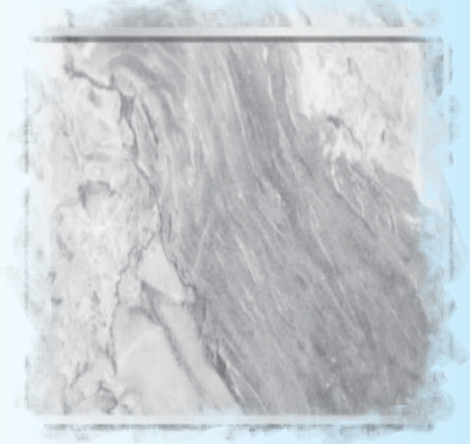

محاورہ کا استعمال

سبز باغ دکھانا | جھوٹی امیدیں دلانا، فریب دینا

پاکستانی سیاست دان ہمیشہ عوام کو سبز باغ دکھاتے ہیں۔

خاص الفاظ مع درست تلفظ و معانی

ہَیجان	جوش، اُبال
فَراغَت	فرصت، سکون
لَطِیفَۂ غَیبی	غیبی امداد، توفیقِ الٰہی

سرگرمی

ذرائع ابلاغ سے کسی اخلاقی، معاشی، معاشرتی یا ثقافتی موضوع پر کوئی ڈراما دیکھیں یا خبریں سنیں اور اگلے دن جماعت کے کمرے میں اس کے اہم نکات مع تبصرہ و تشریح بیان کریں۔ موضوع کی وضاحت ضرور کریں۔

پے در پے مایوسیوں کے بعد جب اس کو ملازمت کرتے بارہ برس ہو چکے تھے اور اس کے دل سے رفتہ رفتہ ترقی کے تمام ولولے نکل چکے تھے اور کتبہ کی یاد تک ذہن سے محو ہو چکی تھی تو اس کے افسروں نے اس کی دیانت داری اور پرانی کارگزاری کا خیال کر کے اسے تین مہینے کے لیے عارضی طور پر درجہ اول کے ایک کلرک کی جگہ دے دی جو چھٹی پر جانا چاہتا تھا۔

جس روز سے یہ عہدہ ملا اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس نے تانگے کا بھی انتظار نہ کیا بل کہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پیدل ہی بیوی کو یہ مژدہ سنانے چل دیا۔ شاید تانگہ اسے کچھ زیادہ جلدی گھر نہ پہنچا سکتا۔

اگلے مہینے اس نے نیلام گھر سے ایک سستی سی لکھنے کی میز اور ایک گھومنے والی کرسی خریدی، میز کے آتے ہی اسے پھر کتبہ کی یاد آئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی سوئی ہوئی امنگیں جاگ اٹھیں۔ اس نے ڈھونڈ ڈھانڈ کے کاٹھ کی پیٹی میں سے کتبہ کو نکالا، صابن سے دھویا پونچھا اور دیوار کے سہارے میز پر ٹکا دیا۔

یہ زمانہ اس کے لیے بہت کٹھن تھا کیوں کہ وہ اپنے افسروں کو اپنی برتر کارگزاری دکھانے کے لیے چھٹی پر گئے ہوئے کلرک سے دُگنا کام کرتا۔ اپنے ماتحتوں کو خوش رکھنے کے لیے بہت سا ان کا کام بھی کر دیتا۔ گھر پر آدھی رات تک فائلوں میں غرق رہتا۔ پھر بھی وہ خوش تھا۔ ہاں جب کبھی اسے اس کلرک کی واپسی کا خیال آتا تو اس کا دل بجھ سا جاتا۔ کبھی کبھی وہ سوچتا، ممکن ہے وہ اپنی چھٹی کی میعاد بڑھوا لے۔۔۔ ممکن ہے وہ بیمار پڑ جائے۔۔۔ ممکن ہے وہ کبھی نہ آئے۔۔۔

مگر جب تین مہینے گزرے تو نہ اس کلرک نے چھٹی کی میعاد ہی بڑھوائی اور نہ بیمار ہی پڑا، البتہ شریف حسین کو اپنی پرانی جگہ پر آ جانا پڑا۔ اس کے بعد جو دن گزرے، وہ اس کے لیے بڑی مایوسی اور افسردگی کے تھے۔ تھوڑی سی خوشحالی کی جھلک دیکھ لینے کے بعد اب اسے اپنی حالت پہلے سے بھی زیادہ ابتر معلوم ہونے لگی تھی۔ اس کا جی کام میں مطلق نہ لگتا تھا۔ مزاج میں آلکس اور حرکات میں سستی سی پیدا ہونے لگی، ہر وقت بیزار بیزار سا رہتا۔ نہ کبھی ہنستا، نہ کسی سے بولتا چالتا مگر یہ کیفیت چند دن سے زیادہ نہ رہی۔ افسروں کے تیور جلد ہی اسے راہ راست پر لے آئے۔ اب اس کا بڑا لڑکا چھٹی میں پڑھتا تھا اور چھوٹا چوتھی میں اور منجھلی لڑکی ماں سے قرآن مجید پڑھتی، سینا پرونا سیکھتی اور گھر کے کام کاج میں اس کا ہاتھ

خاص الفاظ مع درست تلفظ و معانی

پَے دَرْ پَے	ایک کے بعد ایک
ماتَحَت	زیرِ حکم، تابعِ فرمان
مِیعاد	وقتِ مقررہ، ایّامِ مقررہ
تیوَر	نگاہ کا انداز، طریقہ
آلَکس	کاہلی، سستی

بٹاتی۔ باپ کی میز کرسی پر بڑے لڑکے نے قبضہ جمالیا۔ وہاں بیٹھ کر وہ اسکول کا کام کیا کرتا۔ چوں کہ میز کے ہلنے سے کتبہ گر جانے کا خدشہ رہتا تھا اور پھر اس نے میز کی بہت سی جگہ بھی گھیر رکھی تھی۔ اس لیے اس لڑکے نے اسے اٹھا کر پھر اسی بے کواڑ کی الماری میں رکھ دیا۔ سال پر سال گزرتے گئے۔ اس عرصہ میں کتبہ نے کئی جگہیں بدلیں، کبھی بے کواڑ کی الماری میں تو کبھی میز پر۔ کبھی صندوقوں کے اوپر تو کبھی چارپائی کے نیچے۔ کبھی بوری میں تو کبھی کاٹھ کے بکس میں۔ ایک دفعہ کسی نے اٹھا کر باورچی خانے کے اس بڑے طاق میں رکھ دیا جس میں روزمرہ کے استعمال کے برتن رکھے رہتے تھے۔

شریف حسین کی نظر پڑ گئی، دیکھا تو دھوئیں سے اس کا سفید رنگ پیلا پڑ چلا تھا، اٹھا کر دھویا پونچھا اور پھر بے کواڑ کی الماری میں رکھ دیا مگر چند ہی روز میں اسے پھر غائب کر دیا گیا اور اس کی جگہ وہاں کاغذی پھولوں کے بڑے بڑے گملے رکھ دیے گئے جو شریف حسین کے بڑے بیٹے کے کسی دوست نے اسے تحفے میں دیے تھے۔ رنگ پیلا پڑ جانے سے کتبہ الماری میں رکھا ہوا بد نما معلوم ہوتا تھا مگر اب کاغذی پھولوں کے سرخ سرخ رنگوں سے الماری میں جیسے جان پڑ گئی تھی اور ساری کوٹھڑی دہک اٹھی تھی۔

اب شریف حسین کو ملازم ہوئے پورے بیس سال گزر چکے تھے۔ اس کے سر کے بال نصف سے زیادہ سفید ہو چکے تھے اور پیٹھ میں گُدی سے ذرا نیچے خم آ گیا تھا۔ اب بھی کبھی کبھی اس کے دماغ میں خوش حالی و فارغ البالی کے خیالات چکر لگاتے مگر اب ان کی کیفیت پہلے کی سی نہ تھی کہ خواہ وہ کوئی کام کر رہا ہو۔ تصورات کا ایک تسلسل ہے کہ پہروں ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اب اکثر اوقات ایک آدھ دَم بھر میں ان تصورات کو اڑا لے جاتی اور پھر بیٹی کی شادی، لڑکوں کی تعلیم، اس کے بڑھتے ہوئے اخراجات، پھر ساتھ ہی ساتھ ان کے لیے نوکریوں کی تلاش۔۔۔ یہ ایسی فکریں نہ تھیں کہ پل بھر کو بھی اس خیال کو کسی اور طرف بھٹکنے دیتیں۔

پچپن برس کی عمر میں اسے پنشن مل گئی۔ اب اس کا بڑا بیٹا ریل کے مال گودام میں کام کرتا تھا۔ چھوٹا کسی دفتر میں ٹائپسٹ تھا اور اس سے چھوٹا انٹرنس میں پڑھتا تھا۔ اپنی پنشن اور لڑکوں کی تنخواہیں سب مل ملا کے کوئی ڈیڑھ سو روپے ماہوار کے لگ بھگ آمدنی ہو جاتی تھی جس میں بخوبی گزر ہونے لگی۔ علاوہ ازیں اس کا ارادہ کوئی چھوٹا موٹا بیوپار شروع کرنے کا بھی تھا مگر مندے کے ڈر سے ابھی پورا نہ ہو سکا تھا۔

سرگرمی

معلم / معلمہ جماعت کے طلبہ کو گروہوں میں تقسیم کریں۔ گروہ کا ہر فرد غلام عباس کے متذکرہ افسانے "کتبہ" پر استحسانی و تنقیدی گفت گو کرے۔ گروہ کا ایک نمائندہ اہم نکات اپنے پاس لکھ کر محفوظ کرے اور سرگرمی کے اختتام پر ساری جماعت کے سامنے بیان کرے۔

خاص الفاظ مع درست تلفظ و معانی

فارِغُ البالی	آسودگی، خوش حالی
بیوپار	لین دین

اپنی کفایت شعاری اور بیوی کی سلیقہ مندی کی بدولت اس نے بڑے بیٹے اور بیٹی کی شادیاں خاصی دھوم دھام سے کر دی تھیں۔ ان ضروری کاموں سے نمٹ کر اس کے جی میں آئی کہ حج کر آئے مگر اس کی توفیق نہ ہو سکی۔ البتہ کچھ دنوں مسجدوں کی رونق خوب بڑھائی مگر پھر جلد ہی بڑھاپے کی کمزوریوں اور بیماریوں نے دبانا شروع کر دیا اور زیادہ تر چارپائی ہی پر پڑا رہنے لگا۔

جب اسے **پنشن** وصول کرتے تین سال گزر گئے تو جاڑے کی ایک رات کو وہ کسی کام سے بستر سے اٹھا۔ گرم گرم لحاف سے نکلا تھا۔ پچھلے پہر کی سرد اور تند ہوا تیر کی طرح اس کے سینے میں لگی اور اسے نمونیا ہو گیا۔ بیٹوں نے اس کے بہتیرے علاج معالجے کرائے۔ اس کی بیوی اور بہو دن رات اس کی پٹی سے لگی بیٹھی رہیں مگر افاقہ نہ ہوا اور وہ کوئی چار دن بستر پر پڑے رہنے کے بعد مر گیا۔

اس کی موت کے بعد اس کا بڑا بیٹا مکان کی صفائی کر رہا تھا کہ پرانے اسباب کا جائزہ لیتے ہوئے ایک بوری میں اسے یہ کتبہ مل گیا۔ بیٹے کو باپ سے بے حد محبت تھی، کتبہ پر باپ کا نام دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو بھر آئے اور وہ دیر تک ایک **محویت** کے عالم میں اس کی خطاطی اور نقش و نگار کو دیکھتا رہا۔ اچانک اسے ایک بات سوجھی جس نے اس کی آنکھوں میں چمک پیدا کر دی۔

اگلے روز وہ کتبہ کو ایک سنگ تراش کے پاس لے گیا اور اس سے کتبہ کی عبارت میں تھوڑی سی **ترمیم** کرائی اور پھر اسی شام اسے اپنے باپ کی قبر پر نصب کر دیا۔

خاص الفاظ مع درست تلفظ و معانی

پِنْشَن	تنخواہ کا وہ مقرر حصّہ جو ملازمت سے سبکدوش ہونے پر بعض صورتوں میں ملتا ہے۔
مَحْوِیَّت	گہری سوچ میں ہونا
ترمیم	اضافہ

مشق

سوال ۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ کلرکوں میں کس عمر کے لوگ شامل تھے؟

۲۔ شریف حسین اس دن گھر کے بجائے جامع مسجد کی طرف کیوں چل پڑا؟

۳۔ شریف حسین نے سنگ مرمر کے ٹکڑے کا کیا مصرف سوچا؟

۴۔ سنگ مرمر کے ٹکڑے پر اپنا نام کھدا ہوا دیکھ کر شریف حسین نے کیا محسوس کیا؟

۵۔ اس افسانے سے کیا اخلاقی سبق حاصل ہوتا ہے؟

سوال ۲۔ سبق کے حوالے سے درج ذیل جملوں کی وضاحت کریں۔

۱۔ دن کے وقت اس علاقے کی چہل پہل اور گہما گہمی عموماً کمروں کی چاردیواری ہی میں محدود رہتی ہے۔

۲۔ دنیا بھر کی چیزیں اور ہر وضع اور ہر قماش کے لوگ یہاں ملتے تھے۔

۳۔ وہ بڑا غفور الرحیم ہے کیا عجب اس کے دن پھر جائیں۔

۴۔ دفتر میں جب کبھی اس کا کوئی ساتھی کسی معاملے میں اس کی رہ نمائی کا جویا ہوتا تو اپنی برتری کے احساس سے اس کی آنکھیں چمک اُٹھتیں۔

۵۔ ترقی لَطِیفۂ غَیبی سے نصیب ہوتی ہے، کڑی محنت جھیلنے اور جان کھپانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

خاکہ نگاری

خاکہ کے لغوی معنی کسی چیز کا نقشہ یا ڈھانچہ تیار کرنا۔اصطلاح میں خاکہ سے مراد کسی بھی شخص کی زندگی کو لفظوں میں اس طرح بیان کرنا کہ اس کی تصویر سامنے آجائے۔اس میں متذکرہ شخص کی ظاہر کے ساتھ باطن کی بھی باتیں تحریر کی جاتی ہیں۔تاکہ اس کی جیتی جاگتی تصویر قارئین کے سامنے آجائے۔

سوال ۳۔ "کتبہ" کے بہ غور مطالعہ کے بعد آپ کے ذہن میں شریف حسین کا جو خاکہ مرتب ہوا اسے مفصل تحریر کریں۔

سوال ۴۔ سبق "کتبہ" کا خلاصہ تحریر کریں۔

زبان شناسی

سوال ۵۔ جمع سالم اور جمع مکسّر کے اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے واحد کی جمع لکھیں اور جملے بنائیں۔

معمول ظرف آلہ نقص حرف

آرزو کیفیّت تصوّر وقت حرکت

حروف کی تعریف:

وہ کلمات جو اکیلے تو کوئی واضح معنی نہیں رکھتے لیکن جملے میں الفاظ کے باہمی ربط کے طور پر استعمال ہوں، حروف کہلاتے ہیں ۔ حروف کے بغیر اسم اور فعل دونوں بے کار ہوجاتے ہیں حروف اِن دونوں کے درمیان ربط پیدا کرتے ہیں۔

حروفِ فجائیہ:

ایسے الفاظ یا کلمات جو خوشی، غم، رنج، افسوس، نفرت، تعریف، تحسین اور پکارنے کے لیے استعمال ہوں۔

حروفِ ندا: وہ کلمات ہیں جو پکارنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں ۔ مثلاً: ابے، اوبے، اجی، اری، ارے، او، اے یا۔

۱۔ ابے۔ ابے ظالم مجھے ستاکر تجھے کیا ملا؟

۲۔ اوبے ۔ اوبے ناہنجار! تو کہاں چلا گیا تھا؟

واحد جمع (عربی قاعدہ) کی پہچان اور استعمال

چھٹی، ساتویں، آٹھویں جماعت

واحد جمع (جمع مکسّر، جمع سالم) بنانا اور استعمال کرنا

نویں، دسویں جماعت

واحد جمع (جمع مکسّر، جمع سالم) بنانا اور استعمال کرنا

گیارھویں، بارھویں جماعت

جمع سالم

کسی عربی لفظ کو واحد سے جمع بناتے وقت اگر واحد کی اصل صورت قائم رہے تو اسے جمع سالم کہا جاتا ہے۔

جیسے: باغ سے باغات، حیوان سے حیوانات۔

جمع مکسّر کسی عربی لفظ کو واحد سے جمع بناتے وقت اگر واحد کی اصلی صورت قائم نہ رہے تو اسے جمع غیر سالم یا جمع مکسّر کہا جاتا ہے جیسے کتاب سے کتب، شجر سے اشجار۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

جمع سالم اور جمع مکسّر کی وضاحت کریں اور ہر طالب علم سے ایک ایک مثال پوچھیں۔

طلبہ کو خاکہ نویسی سے آگاہ کریں اور زبانی مختصر سرگرمی کے طور پر گردو پیش کے کرداروں کی خاکہ نویسی کروائیں۔

حروفِ تحسین و آفرین: وہ کلمات جو تعریف کے موقع پر بولے جاتے ہیں ۔ مثلاً آفرین، بارک، بہت خوب، جزاك الله، حبذا، چشم بد دور، شاباش، ماشاءاللہ، مرحبا، نام خدا، واہ واہ۔

۱۔ آفرین۔ تمھاری ہمت مردانہ پر آفرین!

۲۔ بارك الله۔ بارك الله! کیا خوب شعر ہے۔

حروفِ نفرین: وہ کلمات جو نفرت اور لعنت کے موقع پر بولے جاتے ہیں ۔ پھٹے منھ، تف، تھو، خدا کی مار، دُر دُر، کالا منھ، لعنت۔

پھٹے منھ۔ پھٹے منھ! کبھی تو سیدھی بات کر لیا کرو۔

حروفِ تاسّف: وہ کلمات جو افسوس اور ماتم کے موقع پر بولے جاتے ہیں ۔ آہ، افسوس، حیف، واحسرتا، وامصیبتا، وائے، ہائے۔

۱۔ آہ۔ آہ! کیا ہی آزاد مرد تھا۔

۲۔ افسوس۔ افسوس! کہ وہ نوجوانی میں چل بسا۔

حروفِ اِنبساط: وہ کلمات جو فرطِ محبت کے موقع پر بولے جاتے ہیں ۔ مثلاً اخاہ، ہاہا، اوہو، سبحان اللہ، ماشاءاللہ، واہ واہ۔

۱۔ اخاہ! کدھر سے چاند نکلا۔

۲۔ ہاہا! کیسا پُر فضا مقام ہے۔

حروفِ تنبیہ: وہ کلمات جو خبر دار اور آگاہ کرنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے: خبر دار، خیر، دیکھنا، دیکھو، دیکھو تو سہی، سنو سنو، ہائیں، ہوں، ہیں، ہیں ہیں۔

۱۔ خبر دار۔ خبر دار! پھر ایسا نہ کہنا۔

۲۔ خیر۔ خیر! بعد میں دیکھا جائے گا۔

سوال۶۔ ہر جزو کے سامنے دیے گئے درست دائرہ کو پُر کریں۔

۱ ایسے کلمات جو اکیلے کوئی معنی نہ دیں قواعد کی رُو سے کیا کہلاتے ہیں؟

○ اسم ○ فعل ○ حروف ○ علامات

۲ کسی کو پکارنے یا آواز دینے کے لیے استعمال کیے جانے والے کلمات کہلاتے ہیں:

○ حروفِ فجائیہ ○ حروفِ ندا ○ حروفِ تاسّف ○ حروفِ استفہام

۳ درج ذیل کلمات میں حرفِ انبساط ہے:

○ خبر دار ○ آفرین ○ ارے ○ واہ واہ

حروفِ استفہام اور تاکید کی پہچان اور استعمال

چھٹی جماعت

حروفِ ندائیہ، تاسف کی پہچان

ساتویں جماعت

حروفِ استعجابیہ اور تحسین کی پہچان

آٹھویں جماعت

حروفِ فجائیہ: ندا، تحسین، نفرین، تاسّف، انبساط، تنبیہ، استعجاب، تہنیت، تمنا، قسم کی نشان دہی اور استعمال

نویں دسویں جماعت

سرگرمی

سبق "کتبہ" سے کوئی سے ۸ جملے منتخب کر کے ان میں حروفِ فجائیہ کا استعمال کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

حروفِ فجائیہ کی وضاحت روزمرہ زندگی کی مثالوں سے کروائیں۔

۴۔ حروفِ تاسّف کا استعمال کس موقع پر کیا جاتا ہے؟

○ حیرت کے موقع پر ○ خوشی کے موقع پر
○ افسوس کے موقع پر ○ آگاہ کرنے کے لیے

۵۔ ذیل میں حروفِ تنبیہ کے استعمال کا جملہ ہے:

○ دیکھو! وہاں ایک سانپ ہے۔ ○ میں معافی چاہتا ہوں کہ آپ کو تکلیف پہنچائی۔
○ تُف ہے تمھاری ایسی سوچ پر۔ ○ ماشاءاللہ وہاج نے میچ میں شاندار کارکردگی دکھائی۔

سوال ۷۔ سبق "کتبہ" سے کوئی سے ۸ جملے منتخب کر کے ان میں حروفِ فجائیہ کا استعمال کریں۔

"خلق خدا کو خوشخبری، چراغ سحری بھڑک اٹھا"۔

ڈاکٹر مجاہد منصوری

پاکستانیو! یقین جانو، آپ کے بزرگوں کے شعور و عزم اور کردار و اخلاص پر عطائے الٰہی، آپ کی مملکت خداداد کبھی ظلمت میں مکمل غرق نہ ہو گی۔ آج کا پاکستان مکمل ثابت کر رہا ہے۔ اٹل ہے کہ خیر، شر کی "بڑی طاقت" کے ساتھ جتنی جڑی ہوئی ہے خیر اتنی ہی محدود بھی ہو لیکن اس کے غلبے کا عزم و جذبہ اتنا ہی بلند ہو تو بالآخر خیر شر کے غلبے کو دبا کر برپا ہو کر رہتی ہے۔ چونکہ ہر دو (شر و خیر) کا وجود لازم و ملزوم ہے سو خیر کسی بھی جاہل سے جاہل معاشرے میں بھی اپنی ابتری کے غلبے سے بھی کسی نہ کسی درجے پر خیر برآمد کرتی ہے۔ یوں انسانی معاشرہ شر کے کامل غلبے سے بچا رہتا ہے یہ بھی مکمل واضح ہے کہ خیر مسائل پہ غلبہ ہے جس کا رجحان اپنی کمزور ترین شکل میں بھی اٹھنے، بڑھنے اور پھیلنے کی طرف رہتا ہے۔ دنیا میں انسانوں کو تعلیمات و ہدایات احکامات کی تکمیل کے بعد یہ طرزِ دنیا تا قیامت طے ہو گیا غزہ اور کشمیر میں شیطانیت کے غلبے میں نہتے محبوس فلسطینیوں اور کشمیریوں کی مزاحمت جدید دنیا میں حالات و واقعات کے حوالے سے اس کا بڑا سکہ بند ثبوت ہے۔ ویسے تو تاریخ اپنے وسیع تر دامن میں اس کی سینکڑوں ہزاروں مثالیں سمیٹے ہوئے ہے۔ خود آج کا ابتر پاکستان اپنی ۷۶ سالہ تاریخ میں ہم سب اور پوری دنیا کے لیے فلسفہ خیر و شر کی "بقائے باہمی" کا بڑا دلچسپ اور واضح سبق ہے۔ دنیا کا ہر ملک و معاشرہ اسی حقیقت و حیثیت کا حامل، وقت، مقام اور خیر و شر کے درجے اپنے لیکن پاکستان کا کیس حقیقتاً بہت امتیازی ہے۔ اسی سے اس کے مملکت خداداد ہونے کی بار بار اور مزید تصدیق ہوتی ہے۔

سرگرمی

دیے گئے اخبار کے کالم سے حروفِ فجائیہ کے استعمال کے جملے تلاش کریں، نیز حروفِ فجائیہ کی متذکرہ اقسام کا استعمال اس کالم کے جملوں میں کریں۔

عملی منصوبہ

کہانی، داستان، افسانہ، ڈراما اور ناول میں سے کسی ایک صنفِ ادب کا انتخاب کر کے اس کا پرنٹ لے کر پڑھیں۔ اپنی منتخب کردہ صنفِ ادب سے واحد، جمع اور حروفِ فجائیہ علیحدہ کریں اور خواندگی کے بعد ایک استحسانی یا تنقیدی تبصرہ تحریر کریں۔